ہمدردیوں کا شکریہ

احقر کی والدہ ماجدہ (اہلیۂ حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ) کے سانحۂ ارتحال پر بہت سے مخلص حضرات اور بزرگوں نے تعزیتی خطوط سے نوازا اور بہت سے حضرات نے غریب خانہ پر تشریف لاکر اس غم واندوہ کے موقع پر تعزیت فرمائی جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے اس ہمدردی و خلوص سے غمزدہ دل کو دلاسا ملا ربِّ کریم ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

سب حضرات کا فرداً فرداً خطوط کے ذریعہ شکریہ ادا کرنا ممکن نہیں ہو سکا اس لئے ذریعۂ ہذا تمام حضرات کا شکریہ ادا کر رہا ہوں امید کہ اسی پر اکتفا فرمائیں گے۔

—— حق تعالیٰ اس تعلق و اخلاص کو قائم رکھے جو ہمارا قیمتی سرمایہ ہے۔

شکر گذار:

صاحبزادہ عمید الرحمٰن عثمانی

نگراں مجلہ ندوۃ المصنفین دہلی

علامہ محمد انور شاہ کشمیری کی فقہ حنفی کی تائید

اسباب اور ثمرات

از ڈاکٹر سید محمد فاروق بخاری شعبہ عربی امر سنگھ کالج سری نگر کشمیر

(۲)

حضرت شیخ احمد سرہندی اور مدرسہ ولی اللہی

گو ہندوستان میں فقہ حنفی کی ترویج و اشاعت صوفیائے کرام اور مبلغینِ اسلام ہی کے ذریعہ ہوئی[1] تاہم یہاں حنفی مسلک کو آخری دور کی دو[2] نمایاں ترین شخصیتوں کی عظمت و جلالت سے استحکام ملا۔ ہماری مراد مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی اور حضرت شاہ ولی اللہ

---

[1] ابن خلدون: ص ۳۸۸، مطبعۃ البہیۃ، مصر

[2] "ابتداءً موطا میں دس ہزار حدیثیں تھیں مگر امام صاحب نے سب کو قلم زد کر دیا۔ اب ۱۷۲۵ آثار ہیں جن میں مسند و مرفوع ۶۰۰، مرسل ۲۲۲، موقوف ۶۱۳ اور تابعین کے اقوال [illegible] ہیں" مقدمہ اوجز المسالک ص ۲۸ بحوالہ محدثین عظام: مولانا تقی الدین ندوی، ص ۸۳

[illegible] مجدد دین کو امام اعظمؒ [illegible] حضرت مجدد صاحب نے اگرچہ تحریری طور پر حنفی مسلک کی تائید [illegible] حضرت حنیفہؒ [illegible] کے احکام [illegible] ثابت ہیں۔ ان کے [illegible] مسترشدین، جو فقہ کے بلند مرتبہ علماء تھے اپنے شیخ کے [illegible] امام اعظمؒ کے بارے میں حضرت مجددؒ کا ذاتی خیال یہ تھا کہ [illegible] مجتہدین [illegible] و ولایت [illegible] گو کم مرتبہ بھی رکھتے ہیں لیکن امام صاحبؒ [illegible] بلند ہے:

چہ کنم کہ دیگراں را با وجود وفور علم و کمال تقویٰ در جنب ابی حنیفہؒ [illegible] می یابم[1]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ بھی حنفی مسلک کے مقلد تھے۔ البتہ [illegible] کے وسطی دور میں تقلید کے بارے میں انھوں نے جدیدی افکار پیش کیے (یہ وہ دور تھا جب وہ "تفضیل" کی طرف بھی مائل ہو رہے تھے) جس کا تقلید جامد پر ضرب [illegible] تھا جس نے عرصۂ دراز سے مسلمانوں کو فکری جمود اور علمی افلاس میں مبتلا کر رکھا تھا۔ غور سے دیکھا جائے تو یہ تجدیدی قدم بھی امام ابو حنیفہؒ کے حزم اور فکر کے [illegible] امام صاحب نے دین و شریعت میں فکر و نظر کو جو مقام و مرتبہ دیا تھا ان کے [illegible] نے آخری ادوار میں لکیر کے فقیر بن کر اس سے منہ موڑ لیا تھا اور حضرت شاہ صاحب [illegible] نے اسی اندھی تقلید کو توڑنے کی کوشش کی۔ ان کا مقصد یہ ہرگز نہیں تھا کہ مسلمانوں کو [illegible] مجتہدین کی تقلید سے یکسر آزاد ہونے کی طرف راغب کیا جائے اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ جیسا عبقری، فاضل اور نباض مصلح ہندوستانی مسلمانوں کو جن کی [illegible]

---

[1] مکتوبات: دفتر دوم، مکتوب ۵۵

[illegible] جن مسائل کا حل اتفاقی پا گیا تھا، ائمہ کرام کی تقلید سے بے نیاز ہو چکے [illegible] رکھ سکتے تھے چنانچہ اس دوسری صدی میں بھی جب وہ تقلید میں وسعت پیدا کر [illegible] کے تقلید کے خطرات و مضرات کو صاف صاف بیان کیا، فرماتے ہیں:

ومما یناسب هذا المقام التنبیه علی مسائل ضلت فی بوادیها الافهام وزلت الاقدام و طغت الاقلام منها ان هذه المذاهب الاربعة المدونة المحررة قد اجتمعت الامة او من یعتد به منها علی جواز تقلیدها الی یومنا هذا، وفی ذلک من المصالح ما لا یخفی لاسیما فی هذه الایام التی قصرت فیها الهمم جدا واشربت النفوس الهوی واعجب کل ذی رأی برائه ؎

اس موقع پر بعض ایسے مسائل پر جن میں بہت سے لوگوں کی عقلیں گمراہ ہوئیں، قدم پھسل گئے اور قلم بے لگام ہوئے، تنبیہ کرنا مناسب ہوگا۔ ان میں ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ فقہ کے یہ چار مذاہب مُرتب اور مدوّن صورت میں ہمارے سامنے موجود ہیں، اِن کی تقلید پر تمام اُمت اور قابلِ اعتبار علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے جو آج تک برابر قائم ہے کیونکہ اِس میں بہت سی ایسی مصلحتیں مضمر ہیں جو پوشیدہ نہیں ہیں بالخصوص اِس زمانے میں جب کہ لوگوں کی ہمتیں کافی پست ہو گئی ہیں، ان کے دل نفسانی خواہشات سے بھر گئے ہیں اور ہر شخص کو اپنی رائے پر پندار ہے۔

؎ حجة الله البالغة ج ۱، باب: فی عدة امور مشکلة من التقلید واختلاف المذاهب وغیرهما۔

[illegible] کے ایک ہیں کی اصل بہت بلند [illegible]
[illegible] صاحب ہی [illegible] فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں:

عرفنی رسول اللہ ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ ہی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ التی جمعت ونقحت فی زمان البخاری واصحابہ۔[1]

مجھے رسول اللہ [illegible] نے بتایا کہ حنفی مذہب میں [illegible] ہے جو دیگر مذاہب فقہیہ کے [illegible] سنت معروفہ سے زیادہ مطابقت رکھتا ہے جو امام بخاری اور اُن کے تلامذہ کے عہد میں مرتب و منقح ہوئی۔

انہیں حرمین شریفین میں پیغمبر اکرمؐ سے جو فیوض و فتوحات براہِ راست حاصل ہوئے تھے، ان میں ایک وصیت یہ تھی:-

الوصاۃ بالتقلید بہذہ المذاہب الاربعۃ لا اخرج منہا۔[2]

آپ نے مجھے اس بات کی وصیت فرمائی کہ میں مذاہب اربعہ سے باہر قدم نہ رکھوں۔

— غرض حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی مسلک کے [illegible] مقلد رہے تھے اور اسے ہندوستانی مسلمانوں کی سیاسی و مذہبی تنظیم اور معاشرتی ڈسپلن کے لئے بہت ضروری سمجھتے تھے حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ [illegible] کے بارے میں پروفیسر محمد مجیب لکھتے ہیں کہ وہ شاہ ولی اللہ صاحب کے فکر و فلسفہ کے وسیع النظر

---

[1] فیوض الحرمین: ص ۳۸

[2] عقد الجید: ص ۳۸

[illegible] حضرت شاہ صاحبؒ کے افادات اور نظریات کی روشنی میں صاف صاف سامنے آگئے ہیں:

"ایسے لوگوں کو جو حنفی بننا نہیں چاہتے، شاہ ولی اللہ صاحب نے ان کو ہندوستانیت سے خارج کر دیا ہے۔ انھیں کوئی حق نہیں کہ ہندوستانی معاملات میں دخل دیں۔"[2]

ایک دوسرے مقام پر مولانا سندھیؒ فرماتے ہیں:۔

"ایسے عالم جن کو حنفیت پر اعتماد نہ ہو اور وہ مذاہبِ اربعہ میں سے کسی مذہب کے پابند ہو کر نہ رہ سکیں اُن سے شاہ ولی اللہ نے تبری کی ہے[3]"

ان تاریخی حقائق کے باوجود حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ حنفی مسلک کی وہ علمی خدمت انجام نہیں دے سکے جو بالآخر انہی کے دبستان سے وابستہ علماء کے حصے میں آئی۔

ہندوستان میں عدمِ تقلید کا رجحان

غدر نے ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاں سیاسی حیثیت سے ذلت و ادبار کی

---

[1] حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کے سیاسی مکتوبات: پروفیسر خلیق احمد صاحب نظامی کے "مقدمہ" مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی — مولانا سندھیؒ کے بارے میں ایسا ہی خیال مولانا سید سلیمان ندویؒ نے بھی اپنے ایک مطبوعہ مکتوب میں ظاہر کیا ہے یہ مکتوب اُنھوں نے مولانا منظور صاحب نعمانی کو بھیجا تھا مولانا ندوی کی مولانا سندھی کے بعض ذاتی افکار سے شدید اختلاف رکھتے تھے مگر اس کے باوجود اُنھوں نے کھلے دل سے فلسفۂ ولی اللّٰہی میں ان کے تبحر و تعمق کا اعتراف کیا ہے۔

[2] امام ولی اللہ کی حکمت کا اجمالی تعارف: مولانا سندھیؒ: ص ۸۷ [3] ایضاً

بھی ہیں جو [illegible] اور اپنے ساتھ [illegible] اور عدمِ تقلید کے نام پر اسلافِ کرام سے عمومی بدظنی اور ان کی علمی [illegible] تحقیر و توہین عام ہوئی جس کے نتیجہ میں بے شمار نوجوان [illegible] ہو بیٹھے۔ یہ حقیقت آنکھوں سے بالکل اوجھل ہو گئی کہ امت کے اسلاف [illegible] مذاہبِ اربعہ میں سے کسی نہ کسی مسلک و مذہب کے مقلد تھے[1] اور ان کی تقلید [illegible] اعلیٰ مراتب و مقاصد حاصل کرنے کی راہ میں کبھی حائل نہیں ہوئی تھی۔ تاہم ایک [illegible] میں ان کی نظر میں تقلید ایسی مبغوض اور مکروہ چیز بن گئی تھی جس کے اختیار کرنے میں عار اور ذلتیں تصور کی جاتی تھیں اور ترک کرنے میں ترقی ہی ترقی مضمر قرار دی جاتی تھی۔ اس سے لامحالہ تقلید کے حامیوں اور مخالفوں کے درمیان بغض و عناد کی بدترین بیماری پھوٹ نکلی اور مسلمان دوسرے لفظوں خانہ جنگی میں مبتلا ہو گئے۔ اس خانہ جنگی کا ایک افسوسناک پہلو یہ بھی [illegible] علماء اور اکابرِ امت کھلی گالی گلوچ اور بے لگام بدزبانی کا نشانہ بن جاتے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ [illegible] شخصیت نمایاں طور پر اس ظلم و زیادتی کا ہدف بنی ہوئی تھی۔ بانیٔ دار العلوم دیوبند حضرت

---

[1] حافظ ابن تیمیہؒ، قاضی شوکانیؒ، علامہ شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ جیسے لوگ بھی ائمہ فقہاء کے مقلد تھے۔ حافظ صاحبؒ اور شیخ نجدیؒ دونوں امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد تھے۔ قاضی شوکانیؒ کے بارے میں نواب صدیق حسن خاں مرحوم لکھتے ہیں کہ "مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونے کے باوجود اپنی تالیفات میں کسی جگہ دائرۂ مذہب [illegible] باہر نہیں ہوئے الا ما شاء اللہ" اتحاف النبلاء: ص ۴۰۹۔ یہ دوسری بات ہے کہ علامہ انور شاہؒ باوجود اس حقیقت کے کہ وہ قاضی شوکانیؒ کے علم و فضل کے معترف تھے مگر ان کی تقلید کے بارے میں مختلف خیال رکھتے تھے۔ ان کی رائے تھی کہ قاضی شوکانی ائمہ کی تقلید سے منع کر کے اپنی تقلید کروانا چاہتے ہیں (ان الشوکانی ... ینکر علی تقلید الائمۃ ثم یرید ھو ان یدعوا الناس الی تقلیدہ) فیض الباری [illegible] ص ۱۵۱۔

[illegible] صاحب نانوتویؒ نے ایک جگہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی اس توہین و تحقیر سے [illegible] کتاب ترقی اسلام میں لکھتے ہیں:

"جس وقت امام صاحب کی توہین سنتی جاتی ہے دل جل کر خاک ہو جاتا ہے۔"[1]

بعض لوگ احناف کو صاف الفاظ میں مباح الدم قرار دیتے تھے۔ مولانا سید عبدالحی حسنی ... بریلوی سابق ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے سفرنامہ میں ایک واقعہ بیان کیا ہے جس میں ایک مولوی صاحب نے کسی حنفی المسلک مسلمان کو مستحل الدم قرار دے کر اس کی بیوی کو اغوا کرنے کی کوشش کی تھی۔ یہ لرزا دینے والا واقعہ درج کرنے کے بعد مولانا مرحوم اپنا تأثر ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

> "یہ واقعہ سننے پر مجھے عورت کے نکال لانے پر اتنا تعجب نہ ہوا جتنا اس حنفی کو مستحل الدم سمجھنے پر، باوجودیکہ اس میں (حنفی مذہب میں) کچھ نہیں ہے۔"[2]

مولانا ممدوح ایک اور جگہ لکھتے ہیں:

> "مقلدین کی مساجد میں گوشت کے ٹکڑے اور دوسری ناپاک چیزیں رات کے وقت ڈال دی جاتی تھیں۔"[3]

اس طرح کے واقعات نقل کرنے کے بعد مولوی محمد الحسنی مرحوم لکھتے ہیں:

> "اہلِ حدیث کا احناف سے بغض و عناد اس درجہ بڑھ گیا تھا کہ اس نے اخلاق اور انسانی حدود کو بھی نظر انداز کر دیا تھا۔"[4]

---

[1] بحوالہ سوانح قاسمی: مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ ج ۲ ص ۲۲

[2] دہلی اور اس کے اطراف: ص ۵۹ [3] ایضاً: ص ۹۹

[4] مولانا محمد علی مونگیری۔